پرنٹنگ پریس سے متعلق مسائل

مفتی وزیر احمد۔

جامعہ ضیاء مدینہ، ماہی والا، لیہ

(قسط ۶)

''کمپوزنگ'' مصنف/مرتب کو نہ دینا؟

مذہبی اور دینی کتب کی چھپائی کا عمل ایک نوع دین اسلام کی خدمت اور مسلمانوں تک پیغام رسانی کا عمل لائق داد اور تحسین ہے، بالعموم قارئین اشاعتی اداروں کے مرہون منت ہیں، کیونکہ بعہد حاضر قلمی کتب ذوق مطالعہ کے لئے ناکافی ہیں اور ایسے کام کے ماہر بھی ناپید ہو گئے ہیں، تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے تناظر میں کتب کی ضرورت پرنٹنگ پریس کے علاوہ اور کوئی چیز پوری نہیں کر سکتی، باوجود اس اعتراف کے درجنوں ایسے اشاعتی ادارے بھی ہیں جو مصنفین اور مؤلفین کا استحصال کرتے ہیں، تجارتی اور کاروباری ناشرین اشتہائے زر میں جن مصنفین کو شیخ الحدیث والتفسیر جیسے خطابات سے مارکیٹ میں متعارف کروا چکے ہوتے ہیں، اور ان کی محنت کا دنیا میں پھل بھی تناول کر چکے ہوتے ہیں، بعض اوقات ان سے زیادتیاں، ان کا حق دبا لینے میں عار محسوس نہیں کرتے کمیشن اور دیگر معاملات میں اچھی شہرت نہ رکھنے والے اداروں کا اگر بس چل جائے تو خود مصنف سے کتاب کے جملہ حقوق چھیننے سے گریز نہیں کرتے، علاوہ ازیں اور بہت کچھ دیدوشنید میں آتا ہے مثلاً۔۱۔ بلا اجازت مصنف کتاب چھاپنا۔ ۲۔ ایک ایڈیشن کے نام پر بیسوں ایڈیشن اس لئے چھاپ لینا تاکہ مصنف کمیشن طلب نہ کرے اور مصنف کو کہنا کہ ابھی پہلا ایڈیشن ختم نہیں ہوا اور کتاب مارکیٹ میں تیزی سے نہیں بِک رہی۔ ۳۔ کمپوزنگ کا بل وصول کرنے کے باوجود کمپوزنگ اس لئے نہ دینا کہ ہمارے ادارہ کا اصول ہے کہ ہم کمپوزنگ نہیں دیتے (تاکہ مصنف اور مرتب جب بھی کتاب چھپوائے تو اور کسی ادارہ سے نہ چھپوا سکے، فقط ہمارے ادارہ سے چھپوائے)۔ ۴۔ پلیٹس اور کاپیاں اس

لئے نہ دینا تاکہ کسی اور سے بک نہ چھپوائی جا سکے۔۵۔کبھی یہ تمام اشیاء غیر محفوظ مقام پر رکھنے کے باعث چھاپہ خانہ میں ضائع ہو جاتی ہیں یا پھر ضائع کر دی جاتی ہیں۔ □

حالانکہ کمپوزنگ، کاپیاں اور پرنٹنگ کے لئے جتنی پلیٹس تیار کی جاتی ہیں، ان تمام اشیاء کا بل مصنف/کتاب کا آرڈر دینے والا ادا کرتا ہے، اغلاط سے بچنے کے لئے بیسوں مرتبہ پرنٹ لے کر کے پروف چیک کئے جاتے ہیں اور جہاں کہیں لفظی غلطی ہو اسے درست کیا جاتا ہے، جتنی مرتبہ پروف ریڈنگ کے لئے پرنٹ لے گا اتنا زائد بل آئے گا، چنانچہ اس مرحلہ سے جب کتاب گزرتی ہے تو از سر نو بک لکھنے کے مساوی مشقت جھیلنی پڑتی ہے، تاہم اتنی مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فائنل پروف اور کمپوزنگ کو اگر بک کے مالک کا اصل رأس المال اور پونجی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، اگر کوئی بھلے مانس کسی کی محنت کی اور قدر نہیں کر سکتا تو کمپوزنگ کا جو مالک ہے، اس کی ملکیت کا انکار کرے نہ ضبط کرے، کیونکہ جتنے صفحات شمار کی لسٹ میں آجاتے ہیں خواہ خالی ہوں یا کسی صفحہ پر ایک آدھ لائن ہو، فقط پانچ ستارے ہوں، تمام صفحات کا ایک ریٹ لگایا جاتا ہے، اور یہ سب کچھ بک چھپوانے والا ادا کرتا ہے، جب ایسا ہے تو پھر پرنٹنگ پریس کا مالک/وکیل معاوضہ لینے کے باوجود کمپوزنگ اسکے مالک کو کیوں نہیں دیتا؟

بلاریب متذکرہ بالا صورت کے مطابق کمپوزنگ کا مالک! مصنف/کتاب کا آرڈر دینے والا ہے، جب کمپوزنگ اور دیگر اشیاء کی مزدوری اور قیمت وصول کر لی گئی، تو بعد ازاں اس کا جو مالک ہے اُسے اُس کا مال اور حق نہ دینا! ظلماً مال اور حق دبا لینے کے مترادف ہے،" ایسے لوگ کل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس جرم کی پاداش میں جوابدہ ہوں گے۔" اگر کوئی چھاپہ خانہ کا مالک مال وزر سمیٹنے کی فکر میں یہ حیلہ پیش کرے کہ ہم نے کتاب چھاپ کر دے دی ہے، کونسا مال ہم نے کسی کا غصب اور ضبط کر کے رکھا ہوا ہے جس کا ہم مورد الزام ٹھہرائے جا رہے ہیں۔

اُن سے گزارش ہے کہ اگر آپ کے نزدیک کمپوزنگ نام کی کوئی چیز نہیں تو پھر مفت کمپوزنگ کیوں نہیں کرتے ، اپنے پاس ہمیشہ کے لئے محفوظ کیوں کرتے ہیں اور اگر اس کی اجرت وصول کر لی ہے تو اس کے مالک کو کیوں نہیں دیتے؟ "حاشا وکلا" کمپوزنگ شرعی اعتبار سے مال ہے اور اس پر مال کا اطلاق درست ہے، کیونکہ مال سے مراد ہر وہ شیء ہے جسے ضرورت کے لئے محفوظ کیا جائے اور طبیعت اس کی طرف مائل ہو، اس کا لینا دینا بھی معتبر سمجھا جاتا ہو چنانچہ علامہ ابن عابدین

★اکثر ما یخاف لا یکون، وغالب ما یسمع من مکروہ لا یقع، وفی اللہ کفایۃ وعندہ رعایۃ، ومنہ العون۔★

شامی رحمۃ اللہ علیہ مال کی تعریف لکھتے ہیں:

"اَلْمَالُ مَایَمِیْلُ اِلَیْہِ الطَّبْعُ وَیُمْکِنُ اِدِّخَارُہٗ لِوَقْتِ الْحَاجَۃِ وَالْمَالِیَّۃُ تَثْبُتُ بِتَمَوُّلِ النَّاسِ کَافَّۃً اَوْبَعْضِھِمْ ۔۔۔وَیَجْرِیْ فِیْہِ الْبَذْلُ وَالْمَنْعُ۔

''طبیعت جس کی طرف مائل ہو،اور بوقت ضرورت استعمال کرنے کے لئے جسے محفوظ کرنا ممکن ہو،وہ مال ہے۔اورتمام یابعض لوگوں کے نزدیک (کسی شیء کے استعمال اور) تمول سے مالیت ہے، نیزجس میں خرچ اورمنع ہوسکے وہ مال ہے۔(فتاویٰ شامی؛۴/ ۳،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

''علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مال کی جوتعریف کی ہے وہ کمپوزنگ پر بلافرق سرموکمپوزنگ پرصادق آتی ہے،کیونکہ مال کی تعریف میں ہے'' جس کی طرف طبیعت کا میلان ہواوراس کا محفوظ کرنا بھی ممکن ہو' چنانچہ کمپوزنگ بھی ایسی چیز ہے جسے متنوع ضرورتوں کے لئے محفوظ کرکے رکھاجاسکتاہے،مثال کے طورپر۔۱۔بک کی اشاعت دوم میں کسی مقام میں اگرترمیم کی ضرورت ہواورکمپوزنگ پڑی ہوتووہاں سے اغلاط درست کی جاسکتی ہیں۔۲۔اگربک کے سائزکوبدلنامناسب ہوتوپھرنئی پرنٹنگ کے لئے ماسواکمپوزنگ کے تمام تیارکردہ پلیٹس اورٹریسنگ پیپرپرلیاہوپرنٹ کارآمدنہیں رہتا۔۳۔پہلے ایڈیشن کی کاپیاں اگرختم ہوجائیں اوردوسرے ایڈیشن میں کام آنے والی تمام اشیاء ناکارہ ہوجائیں یاگم ہوجائیں،توپڑی ہوئی کمپوزنگ کام آجائے گی ورنہ کام نئے سرے سے کرناپڑے گا۔۴۔بیرون ممالک اگرکوئی صاحب بک کی فوری طلبی کرےتواسے کتاب کی پڑی ہوئی کمپوزنگ'' پی ڈی ایف'' فائل کی صورت میں نیٹ کی مدد سے بھیجی جاسکتی ہے۔۵۔اگرنیٹ پربک کے اپلوڈ سے افادہ ممکن ہوتوپھربھی وہی کمپوزنگ کام آسکتی ہے۔۶۔مصنف یامرتب اگرکسی آرٹیکل یاباقاعدہ اوربک میں اپنی پہلی تحقیقات شامل کرناچاہےتوپڑی ہوئی کمپوزنگ سے جوحصہ اٹھاناچاہے وہاں سے کاپی کرکے پیسٹ کرسکتاہے،جس میں وقت بھی بچ جاتاہے اور پروف چیک کرنے کے لئے باربارپرنٹ بھی نہیں لیناپڑتا،الحاصل کسی حکیم کاقول ہے'' داشتہ آیدبکارگرچہ باشدسرمار'' کمپوزنگ کی مالیت اورمنفعت کومرتب یاناشرحقیقی معنی میں سمجھتے ہیں کہ اس کی اہمیت اورافادیت کیاہے۔

اگریہ کہاجائے کہ کتاب چھاپنے اورکمپوزنگ شروع کرنے سے قبل مصنف/کتاب

کا آرڈر دینے والے کو بتا دیا جائے اور یہ شرط لگائی جائے کہ کمپوزنگ کے پیسے تو بہر حال آپ کو دینے ہوں گے مگر ہمارے اشاعتی ادارہ کا ایک یہ اصول ہے کہ کسٹمر کو کمپوزنگ نہیں دی جاتی، زیادہ سے زیادہ ٹریسنگ پیپر پر پرنٹ آپ کو مل جائے گا۔ ایسا کرنا بھی درست نہیں کیونکہ عصر حاضر میں باطل طریقوں سے جو مال کھایا جارہا ہے اس کا ایک ناحق طریقے سے مال کھانے والوں کے درمیان رائج اور معروف طریقہ یہ بھی ہے کہ ہم نے پہلے بتا دیا تھا اور اس شرط پر کسٹمر راضی ہو گیا تھا پھر ہم نے عقد اور معاملہ طے کیا، تو اب ہمارے لئے عدم جواز کیوں؟ حالانکہ ایسی شرطیں بوجوہ مفسد للعقد ہیں۔

وجہ اول: ناحق اور باطل طریقے سے مسلمان کا مال کھانا حرام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ {النساء:۲۹} "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔" (کنز الایمان)

کتب احادیث میں درجنوں ایسی روایات موجود ہیں کہ کسی کا مال ہنسی مذاق میں نہیں لینا چاہیے ماسوا مالدار کی رضا کے حضرت سائب بن یزید اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ أَخِيهِ لَاعِبًا وَلَا جَادًّا

کوئی شخص اپنے بھائی کی چھڑی ہنسی مذاق میں اور واقعی نہ لے، (یعنی ظاہر تو یہ ہے کہ مذاق کر رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ لینا ہی چاہتا ہے اور جس نے اس طرح لی ہو وہ واپس کر دے)

(سنن أبي داود، ۴/۳۹۱؛ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

ابو حرہ رقاشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا لَا تَظْلِمُوْا اَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ

خبردار تم لوگ ظلم نہ کرنا، سن لو کسی کا مال اس کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

(مشکوۃ المصابیح، ۲۵۵؛ قدیمی کتب خانہ کراچی)

وجہ دوم: بیع و شراء میں ایسی شرائط عائد کرنا جو مقتضائے عقد کے خلاف ہوں اور ان شرائط میں کسی ایک کی منفعت ہو تو وہ ممنوع ہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے پس اللہ تعالیٰ کی حمد،ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

"أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ نَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ"

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں عائد کرتے ہیں جو''کتاب اللہ''میں نہیں ہیں حالانکہ ہر ایسی شرط جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے،اگرچہ وہ ہزار مرتبہ شرط عائد کرے۔ (شرح معانی الآثار،۳/ ۳۱۰،قدیمی کتب خانہ کراچی)

وجہ سوم: بیوع میں شرائط کے ضوابط میں یہ امر قابل ذکر ہے''کہ ہر ایسا معاملہ جس میں شرط عائد کی جائے اور وہ شرط نفس معاملہ سے متعلق ہو اور اسی پر مزید مالی منفعت اٹھائی جارہی ہو تو وہ روا نہیں اور بیع بھی باطل ہوگی،البتہ اگر شرط اس درجہ کی ہے کہ نفس معاملہ سے نہیں بلکہ زائد ہے اور اس شرط کی وجہ سے متعاقدین میں سے ایک کے لئے منفعت ہے تو معاملہ فاسد ہوگا،اگر کسی ایک کے لئے منفعت ہے نہ وہ کسی شرعی حکم کے متصادم ہے تو پھر جواز ہے اور مؤخر الذکر شرط سے متعلق روایت ہے کہ "اَلْمُسْلِمُونَ عَلٰی شُرُوطِهِمْ" مسلمان اپنی عائد کردہ شرائط کے پابند ہوں گے۔

وجہ چہارم: جب کوئی معاملہ طے ہو جائے خواہ وہ''عقد استصناع''یا''بیع سلم''،''عقد اجارہ'' کی صورت میں ہو،اوراس کی قیمت اوراجرت حاصل کرلی گئی ہو تو پھر اس کے بعض اجزا اور پارٹس مشتری وغیرہ کو نہ دینا ہرگز روا نہیں بلکہ کل مبیع سپرد کرنا واجب ہے۔

مزید برآنہا تفصیل یہ ہے کہ کمپوزنگ اور کمپوز شدہ مضامین کی مالی سمت کا تعین اور اس کی حیثیت اور مطبع خانوں کا مصنف/ بک کا آرڈر دینے والے کو پہلے آگاہ کرنا، یا پھر بک چھپ جانے کے بعد ثمن وصول کرتے وقت کمپوزنگ طلب کرنے کی صورت میں پرنٹنگ پریس کے رولز بتاتے ہوئے یہ کہنا کہ کمپوزنگ ہم آپ کو نہیں دیں گے،تو کیا اس صورت میں کمپوزنگ حاصل کرنے کا حق مصنف /مرتب کا ہوگا یا پھر وہ کمپوزنگ کا بل ادا نہ کرے اور بک اٹھالے تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟،کمپوزنگ ضبط کرنے کی صورت میں اگر کسی وجہ سے ڈیٹا ڈیلیٹ ہو جائے یا وائرس آنے کی صورت میں اس میں خلل واقع ہو جائے تو اس کے ضیاع کا تاوان پرنٹنگ پریس کے مالک پر ادا کرنا ہوگا یا نہیں، ہنوز یہ تمام معاملات تشنہ تحقیق ہیں،چنانچہ بک کا آرڈر لیتے وقت یہ طے کرلینا کہ کمپوزنگ نہیں دی جائے گی

اوراس کا معاوضہ تو بہر حال مصنف/ بک کا آرڈر دینے والے کو ادا کرنا ہوگا تو ایسی صورت کے پیش آنے پر معاملہ فاسد ہوگا، خواہ بک کی پرنٹنگ ''عقد استصناع'' یا ''بیع سلم''، ''عقد اجارہ'' میں سے جس کی صورت میں ہو کیونکہ یہ ایسی شرط ہے جو مفسد للعقد ہے اس شرط کا بجائے اس کے کہ اس کی وجہ سے معاملہ جائز ہو جائے بلکہ بیع اوراجارہ فاسد ہوگا، متعاقدین پر دفعاً للمعصیة ایسے عقد کو فسخ کرنا واجب ہے ورنہ گناہ گار رہوں گے کیونکہ حق شرع کی رعایت واجب اور ضروری ہے،

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(بَابُ الْبَيْعِ الْفَاسِدِ)...وَصَرَّحَ الْوَلْوَالِجِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى مِنَ الْفَصْلِ السَّابِعِ بِأَنَّهُ مَعْصِيَةٌ يَجِبُ رَفْعُهَا وَسَيَأْتِي فِي بَابِ الرِّبَا أَنَّ كُلَّ عَقْدٍ فَاسِدٍ فَهُوَ رِبًا....وَالْبِيَاعَاتِ الْمَنْهِيُّ عَنْهَا ثَلَاثَةٌ فَاسِدٌ، وَبَاطِلٌ، وَمَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا

علامہ الولوالجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ساتویں فصل میں اس امر کی صراحت کی ہے کہ بیع فاسد گناہ ہے، جسے متعاقدین پر فسخ کرنا لازم اور ضروری ہے، عنقریب سود کے باب میں یہ مسئلہ ذکر ہوگا کہ جو عقد فاسد ہو وہ سود ہے۔۔۔۔خرید وفروخت کی جن اقسام سے منع کیا گیا ہے وہ کل تین قسمیں ہیں۔۱۔فاسد۔۲۔باطل۔۳۔مکروہ تحریمی۔(بحر الرائق، ۶/ ۱۳-۱۱۲؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ علاء الدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ ''اجارہ'' کے باب میں لکھتے ہیں:

وَزِيَادَةُ مَنْفَعَةٍ مَشْرُوطَةٍ فِي الْعَقْدِ لَا يُقَابِلُهَا عِوَضٌ فِي مُعَاوَضَةِ الْمَالِ بِالْمَالِ يَكُونُ رِبًا أَوْ فِيهَا شُبْهَةَ الرِّبَا، وَكُلُّ ذَلِكَ مُفْسِدٌ لِلْعَقْدِ

ایسی زائد منفعت جس کی عقد میں شرط عائد کی گئی، مال بالمال کے معاوضہ میں اس شرط کے مقابل عوض نہ ہو تو وہ سود ہے یا اس میں سود کا شبہ ہے اور یہ سب کچھ عقد کے لئے مفسد ہے۔(بدائع الصنائع ، ۴/ ۵۰؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سَيَأْتِي أَنَّهُ مَعْصِيَةٌ يَجِبُ رَفْعُهَا وَسَيَأْتِي فِي بَابِ الرِّبَا أَنَّ كُلَّ عَقْدٍ فَاسِدٍ فَهُوَ رِبًا يَعْنِي إِذَا كَانَ فَسَادُهُ بِالشَّرْطِ الْفَاسِدِ

قریب الذکر ہے کہ بیع فاسد گناہ ہے، جس کا فسخ کرنا واجب ہے اور عنقریب سود کے باب میں یہ مسئلہ ذکر ہوگا کہ جو عقد فاسد ہو وہ سود ہے یعنی جب اس کا فساد شرط فاسد سے ہو۔(فتاویٰ

شامی، ۴/ ۱۱۱؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا عَلٰی اَن یُّعْتِقَهُ الْمُشْتَرِیْ اَوْ یُدَبِّرَهُ اَوْیُكَاتِبَهُ اَوْ اَمَةً عَلٰی اَن یَّسْتَوْلِدَهَا فَالْبَیْعُ فَاسِدٌ لِاَنَّ هٰذَا بَیْعٌ وَشَرْطٌ وَقَدْ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعٍ وَشَرْطٍ ثُمَّ جُمْلَةُ الْمَذْهَبِ فِیْهِ اَن یُّقَالَ كُلُّ شَرْطٍ یَقْتَضِیْهِ الْعَقْدُ كَشَرْطِ الْمِلْكِ لِلْمُشْتَرِیْ لَا یُفْسِدُ الْعَقْدَ لِثُبُوتِهٖ بِدُوْنِ الشَّرْطِ وَكُلُّ شَرْطٍ لَا یَقْتَضِیْهِ الْعَقْدُ وَفِیْهِ مَنْفَعَةٌ لِاَحَدِ الْمُتَعَاقِدَیْنِ اَوْ لِلْمَعْقُودِ عَلَیْهِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْتِحْقَاقِ یُفْسِدُهٗ كَشَرْطِ اَن لَّا یَبِیْعَ الْمُشْتَرِیْ الْعَبْدَ الْمَبِیْعَ لِاَنَّ فِیْهِ زِیَادَةً عَارِیَّةً عَنِ الْعِوَضِ فَیُؤَدِّیْ اِلَی الرِّبَا اَوْ لِاَنَّهٗ یَقَعُ بِسَبَبِهِ الْمُنَازَعَةُ فَیَعْرَی الْعَقْدُ عَنْ مَقْصُودِهٖ اِلَّا اَن یَّكُونَ مُتَعَارَفًا لِاَنَّ الْعُرْفَ قَاضٍ عَلَی الْقِیَاسِ وَلَو كَانَ لَا یَقْتَضِیْهِ الْعَقْدُ وَلَا مَنْفَعَةَ فِیْهِ لِاَحَدٍ لَا یُفْسِدُهٗ وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنَ الْمَذْهَبِ كَشَرْطِ اَن لَّا یَبِیْعَ الْمُشْتَرِیْ الدَّابَّةَ الْمَبِیْعَةَ لِاَنَّهٗ انْعَدَمَتِ الْمُطَالَبَةُ فَلَا یُؤَدِّیْ اِلَی الرِّبَا وَلَا اِلَی الْمُنَازَعَةِ

جس نے اپنا غلام اس شرط پر فروخت کیا کہ خریدنے والا اس کو آزاد کرے گا، یا اس کو مدبر کرے ،اس کو مکاتب کرے، باندی اس شرط پر فروخت کی کہ وہ اس کو ام ولد بنائے تو بیع فاسد ہے اس لیے کہ یہ بیع اور شرط ہے اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا۔ پھر اس مشرب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایسی شرط جس کا عقد مقتضی ہو جیسے مشتری کے لیے ملک کی شرط لگانا ایسی شرط مفسد للعقد نہیں ہوا کرتی، کیونکہ مشتری کی ملک بغیر شرط کے ثابت ہے اور ہر ایسی شرط جو خلافِ مقتضائے عقد ہو اور اس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کا نفع ہو یا معقود علیہ کا نفع ہو اور وہ اھل استحقاق سے ہو تو ایسی شرط عقد کو فاسد کر دیتی ہے جیسے یہ شرط کہ خریدار خرید کردہ غلام کو نہیں بیچے گا اس لیے کہ اس میں ایسی زیادتی ہے جو خالی عن العوض ہے، پس یہ سود کا سبب ہوگا یا اس شرط کی وجہ سے نزاع واقع ہوگا۔ پھر عقد اپنے مقصود سے خالی ہوگا، بجز اس کے کہ شرط متعارف ہو، کیونکہ عرف قیاس پر غالب ہے اور اگر شرط ایسی ہو کہ عقد اس کا مقتضی نہیں، اس میں کسی کا نفع بھی نہیں ہے تو وہ شرط عقد کو فاسد نہیں کرے گی اور یہی ظاہر مذہب ہے جس طرح کہ یہ شرط کہ مشتری خریدے ہوئے جانور کو

فروخت نہیں کرے گا، کیونکہ مطالبہ معدوم ہوگیا تو سود کی نوبت آئے گی نہ جھگڑے کی۔(ہدایہ، ۳/۶۱؛ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

انتباہ: ناشرین اگراس امر میں عرف اور رواج کو بطور جواز پیش کریں تو تب بھی درست نہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ کمپوزنگ سے متعلق یہ معروف اور مشہور تو ضرور ہے کہ ناشرین کمپوزنگ کا بل مصنف سے وصول کرتے اور کمپوزنگ خود دبالیتے ہیں، اگر کھینچ تان کر عرف کا وجود پیش بھی کرلیں تو تب بھی ایسا عرف نامعتبر ہے، کیونکہ کسی کا مال ناحق طریقے سے کھانے اور دبانے کی حرمت سے متعلق بیسوں ایسی نصوص وارد ہوئی ہیں جن کے مقابلہ میں ایسا عرف ٹھہر نہیں سکتا۔

اگر کمپوزنگ نہ دینے سے متعلق پہلے بات نہ کی بلکہ جب کسٹمر بک اٹھانے کے لئے آیا تو اس نے کمپوزنگ طلب کی، پرنٹنگ پریس کے مالک/وکیل نے کمپوزنگ دینے سے صاف انکار کردیا، اب مصنف/مرتب کہتا ہے جب آپ نے کمپونگ کا بل ہم سے وصول کرلیا ہے، متعدد بار ہم نے پروف ریڈنگ کی، اسی کام کے لئے ہم نے چند چکر آپ کے پاس کاٹے، جتنی بک لکھنے پر ہم نے محنت کی اس سے زائد مشقت ہم نے اس کام پر کی تو پھر کیا وجہ؟ جبکہ بک کے جملہ حقوق ہمیں میسر ہیں، آپ کو نہیں، ہر کس کو ایک ہی جواب نفی کی صورت میں یہی ملتا ہے"کہ ہمارا اصول ہے کہ اصل کمپوزنگ ہم کسی کو نہیں دیتے" (ان لوگوں کی یہ ایک چال ہے تاکہ مصنف/مرتب جب بھی اپنی کتاب چھپوانا چاہے تو وہ اور کسی پرنٹنگ پریس سے نہ چھپوا سکے، بلکہ مجبوراً وہاں سے سے چھپوائے جہاں اس کی بک کی کمپوزنگ پھنسی ہوئی ہے تاکہ ہر اشاعت اور ایڈیشن چھاپنے کا نفع انہیں پہنچتا رہے) نیز یہ بھی ممکن ہے کہ جس کمپوزنگ کا مالک عرصہ دراز تک بک چھپوانے کے لئے پریس پر واپس نہ آئے تو کمپوزنگ ضبط کرنے والے کتاب چھاپ کر خود بیچنے لگ جائیں،،

اس کے برعکس ناشرین کو یہ ہرگز روا نہیں کہ وہ کسی کی کتاب کی کمپوزنگ دبائیں اور ضبط کریں کیونکہ اصل ڈیٹا کا مالک تو بہرحال مصنف/مرتب ہوتا ہے، اور جب وہ کمپوزنگ کا باقاعدہ طور ثمن ادا کردیتا ہے تو اس کا مالک بھی وہی ہوگا نہ کہ کمپوزنگ کرنے والا کیونکہ "محض عقد سے ثمن اور مبیع کی ملکیت عاقدین کی طرف منتقل ہوجاتی ہے" اور جب چھاپہ خانہ والوں نے کمپوزنگ کا بل مصنف/مرتب سے وصول کرلیا ہے تو پھر کس شرعی اصول کے تحت اس کی ملکیت دبا رہے ہیں، ہمیشہ

کے لئے اس کی کمپوزنگ ناجائز منافع خوری کے لئے پریس کے پاؤں تلے دب رہے ہیں حاشاوکلا:

حالانکہ ''عقد سلم'' کی صورت میں اگر بک چھاپ دی تو ناشرین کمپوزنگ سمیت بک چھاپنے کا عوض اور ثمن پہلے وصول کر لیتے ہیں، کیونکہ بیع سلم میں رائس المال متعاقدین کی تفریق سے قبل ادا کرنا ضروری ہوتا ہے، اسی لئے ''مسلم فیہ'' میں ملکیت ثابت ہوجاتی ہے جب مصنف/مرتب پہلے مالک بن چکا ہوتا ہے تو واضح ہے مکمل مسلم فیہ (بک) کا مالک ہوگا اور بک چھپوانے کے معاملہ میں جتنی اشیاء کا ثمن پہلے ادا کیا، ان تمام اشیاء کا وہ مالک بن جاتا ہے چہ جائیکہ ہنوز قبضہ باقی ہے اور عدم قبضہ ملک کے منافی نہیں، البتہ ملک تام نہیں، کیونکہ فقط ملک رقبہ ہے ملک بالید نہیں اور اگر کسی کا ملک رقبہ ہو اور ملک بالید نہ ہو اور کوئی اس کی ملک ضبط کر لے تو مالک کو یہ روا ہے کہ اپنے ملک کے حصول میں چارہ جوئی کرے کیونکہ ثمن وصول کرنے کے باوجود کل مبیع یا بعض حصص مبیع روکنے والا اور بالکل دینے سے انکار کرنے والا گویا کہ غاصب بن چکا ہے اور اس سے تمام جائز حربوں کے ذریعہ اپنی ملکیت وصول کرنا مناسب اور روا ہے، چنانچہ کمپوزنگ کے ثبوت ملک اور اس کے وصول کرنے کا جواز فقہاء کرام کے دلائل اور اقوال کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔

علامہ محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حُكْمُهُ ثُبُوتُ الْمِلْكِ لِلْمُسْلَمِ إِلَيْهِ وَلِرَبِّ السَّلَمِ فِي الثَّمَنِ وَالْمُسْلَمِ فِيهِ

بیع سلم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ کے لئے ثمن میں اور رب السلم کے لئے مسلم فیہ ملکیت ثابت ہوجاتی ہے۔ (تنویر الابصار معہ فتاویٰ شامی، ۴/۲۲۶؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حُكْمُهُ ثُبُوتُ الْمِلْكِ لِلْمُسْلَمِ إِلَيْهِ فِي الثَّمَنِ وَلِرَبِّ السَّلَمِ فِي الْمُسْلَمِ فِيهِ

بیع سلم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ کے لئے ثمن میں اور رب السلم کے لئے مسلم فیہ ملکیت ثابت ہوجاتی ہے۔ (بحر الرائق، ۶/۲۵۸؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(یعنی بیع سلم کی صورت میں اگر بک چھپوائی جائے تو کمپوزنگ، کاپیاں، پلیٹیں اور بک، یہ تمام اشیاء مسلم فیہ کہلائیں گی اور ان پر قبضہ سے قبل مصنف/مرتب، ان کا مالک بن جائے گا، البتہ اس کے ملک میں اس قدر تنوع ہے کہ اگر ملک رقبہ کے ساتھ کمپوزنگ، کاپیاں، پلیٹیں اور بک پر اصالۃً یا وکالۃً قبضہ اور تصرف کی قدرت اسی وقت یا بعد میں یقینی ہو تو ''ملک تام'' ہوگا اگر تصرف اور قبضہ کا یقین نہ ہو بلکہ

موہوم ہوتو پھر ملک ناقص ہوگا)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا بَيَانُ حُكْمِ السَّلَمِ فَهُوَ ثُبُوتُ الْمِلْكِ لِرَبِّ السَّلَمِ فِي الْمُسَلَّمِ فِيهِ...

بیع سلم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ ثمن کا اور رب السلم مسلم فیہ کا مالک ہوجائے گا۔

(فتاویٰ ہندیہ، ۳/۱۸۱؛ داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

بک چھاپنے کا معاملہ اگر عقد استصناع کی صورت میں طے پایا تھا تو کمپوزنگ سمیت تمام مستصناعات کی حوالگی ضروری ہے یوں روانہیں کہ ثمن کل مستصناعات کا وصول کرلیا جائے اور مستصنع کو بعض مستصناعات سپرد کی جائیں اور کچھ دبالی جائیں اور اگر بک کی پرنٹنگ کا معاملہ بیع سلم کے علاوہ کسی اور بیع کی صورت میں ہو اور کمپوزنگ کا بل مصنف یا مرتب ادا کرے تو پھر بھی کمپوزنگ نہ دینے کے جواز کا راستہ نہیں نکلتا کیونکہ اگر ثمن ادھار نہ ہو تو خریدار مبیع پر قبضہ کرنے کے حق میں آزاد ہوتا ہے،

پرنٹنگ پریس پر جو بک دی اس کا معاملہ ''عقد سلم'' نہ ''عقد استصناع'' کی صورت میں متعاقدین کے مابین طے پایا بلکہ ''عقد اجارہ'' کی صورت میں قرار پایا یعنی کمپوزنگ کی الگ اجرت متعین کی اور باقی خام مال خود مصنف یا مرتب نے خرید کر کے دیا، یا پرنٹنگ پریس کے مالک کو خام مال کی خریداری کا وکیل کیا اور پرنٹنگ اور بائنڈنگ کی علیحدہ مزدوری طے کی تو اس پس منظر میں چھپنے والی بک کی کمپوزنگ کسی پریس کے مالک کو دبالینا کب روا ہے، حالانکہ ایسی صورت میں ناشرین اجیر اور مزدور کہلائیں گے، اور ایسا رواج بھی کہیں ہے کہ مزدور کام کی مزدوری بھی لے لے اور کام بھی کیا ہوا اس لئے نہ دے کہ میرا اصول ہے کہ جو کام آپ مجھ سے لیں گے وہ آپ کو نہیں ملے گا کے سوا دنیا میں کوئی اور ایسا مزدور نہیں جو کام کی اجرت تو لے لے مگر جو کام کیا وہ بھی اپنے پاس سنبھال کے رکھ لے۔ جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔